بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

شوال سے دینی مدارس کا تعلیمی سال شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارے اسلاف کی اخلاص و للہیت استغناء اور بے نیازی زہد و تقویٰ کی کیا حالت تھی اور آج ہم اور ہمارے علماء کس مقام پہ کھڑے ہیں۔ اس سے اپنی حالت کا موازنہ کرنا ہو تو کبھی کبھی اپنی سنہری تاریخ کے جھروکے میں جھانک لینا چاہئے۔

اسلامی تاریخ کے زریں اوراق میں ہمیں بے شمار بزرگوں کے حالات ملتے ہیں جنہوں نے دنیا کی متاع فانی کو ہیچ و حقیر جانا اور ارباب دولت و سطوت کی مادی شان و شوکت ایک لحظہ بھی ان کی نگاہوں کو خیرہ نہ کر سکی انہوں نے اپنے ان پاکیزہ نفوس کو طمع و لالچ اور ماسوا اللہ کی ہر امید و آس سے پاک و صاف کر دیا تھا۔ وہ اگرچہ دنیا کے علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب اور لوگوں کے اقلیم دل و دماغ کے تاجدار تھے۔ مگر ان کے تمام اوصاف کے گوہر آبدار کا یہی وصف استغناء عن الخلق اور شان بے نیازی رہا۔ انہوں نے ہفت اقلیم و ملک نیمروز کو ایک جَو سے بھی حقیر سمجھ کر متاع الدنیا قلیل کہتے ہوئے ٹھکرا دیا۔ ہر آن دنیا کی بے ثباتی اور ہیچ میرزی کی حقیقت ان کے قلوب میں راسخ و ثابت ہوئی۔ اور دنیا کی بڑی سے بڑی پیش کش کو بھی یہ کہہ کر رد کر دیا کہ وما اتانی اللہ خیرٌ مما اتاکم بل انتم بھدیتکم تفرحون کیونکہ ایک مومن کی نگاہ میں رب العالمین کی عظمت و سطوت کے سامنے دنیا کی فانی اور مصنوعی طاقت و قوت کی کیا وقعت ہو سکتی ہے جب کہ یہ سب کچھ چند روزہ متاع اور ڈھلتی چھاؤں ہے اور وما عند اللہ خیر و ابقیٰ یہاں ان خاصان حق اور صلحائے امت کے چند واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔

ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی تابعی جو اقلیم علم و عمل کے تاجدار تھے۔ ارباب دولت اور شہرت و نمود سے دور بھاگتے یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں سے بچنے کے لئے عام راستوں سے ہٹ کر دور دراز راستوں اور گلیوں کو اختیار کر لیتے کہ لوگوں کی نگاہ سے بچیں۔ ارباب جاہ و سطوت سے اعراض و گریز کا یہ عالم تھا کہ فرماتے تھے کہ مجھے اپنا لڑکا بلکہ دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے لیکن میرے گھر پر خلفاء و سلاطین اور مجالس میں امراء و حکام کے آنے کے عوض میں اپنے بیٹے کے دفن کرنے کو ترجیح دوں گا۔

حضرت اعمش جلیل القدر تابعی اور راجلۂ امت میں سے ہیں۔ ساری زندگی زہد و قناعت اور فقر و احتیاج میں